حق حق حق

تذکرۂ
غوثِ صمدانی

حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ

مصنف:

شہیدِ عشق حضرت مولانا مفتی حافظ شاہ **محمد حسین** صاحب فاروقی صابری الہ آبادی علیہ الرحمہ

تقدیم وترتیب

مفتی **محمد احمد رضا** اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
شیخ الحدیث جامعہ چشتیہ

ناشر:

شعبۂ نشر واشاعت المتعلقہ بجامعہ چشتیہ
خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ
رُدولی شریف ضلع فیض آباد، یو پی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	تذکرۂ غوث صمدانی
تالیف	شہید عشق حضرت مولانا مفتی محمد حسین چشتی، صابری، الہ آبادی
تقدیم وترتیب	مفتی محمد احمد رضا مصباحی حنفی دیناجپوری
سنہ اشاعت	۲۰۱۳ء
کمپوزنگ	مولانا محمد وسیم اختر مصباحی
طباعت	نور پرنٹرس، لکھنؤ موبائل: 9336628735
تعداد اشاعت	500
ناشر	شعبہ نشر واشاعت متعلقہ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔
قیمت	

:   **ملنے کا پتہ**   :

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف، ضلع فیض آباد۔
موبائل: 9026742301

حق حق حق

شرف انتساب

- ☆ قدوۃ السالکین حضرت شیخ داؤد فاروقی چشتی ردولوی
- ☆ عمدۃ الواصلین حضرت شیخ عمر فاروقی چشتی ردولوی
- ☆ شیخ العالم حضرت مخدوم احمد عبدالحق چشتی صابری ردولوی
- ☆ سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیاح سہروردی ردولوی
- ☆ سراج الاولیاء حضرت شیخ صفی نعمانی چشتی اشرفی ردولوی

قدس اللہ اسرارہم

کے

نام

جن کے خصوصی فیضان سے جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہے اور یہ حقیر جن بارگاہوں کا ادنیٰ بھیکاری ہے۔

غبار کوچۂ اولیاء
محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
جامعہ چشتیہ ردولی شریف

عرض ناشر

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ مسلک اہل سنت کا عظیم دینی ادارہ جو خدمت دین متین اور دعوت وتبلیغ کے فریضے کی انجام دہی میں مصروف ہے اور حضرت شاہ عمار احمد احمدی نیر میاں سجادہ نشین درگاہ ردولی شریف کی سرپرستی میں پروان چڑھ رہا ہے۔ جس کے تمام شعبے روز بہ روز عروج وارتقاء کی منزلیں طے کرر ہے ہیں۔ خاص کر شعبہ نشر واشاعت مزید فروغ وترقی کی راہ پر گامزن ہے جس سے تقریباً ۱۵/سے زائد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

زیر نظر کتاب تذکرہ غوث صمدانی اسی شعبہ کی ایک اہم کڑی ہے جو حضرت مولانا محمد حسین اللہ آبادی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے۔ یوں تو غوث اعظم کی سوانح پر بے شمار کتابیں ہیں مگر یہ رسالہ طرز تحریر اور بیان میں انوکھا ہے حضرت مفتی احمد رضا اشرفی مصباحی کی ترتیب جدید اور مقدمہ نے اس کے حسن کو دوبالا کرڈالا جو قارئین کو دوسری کتابوں کی ورق گردانی سے یقیناً بے نیاز کردے گا اور عوام کیلئے مفید ومعاون ثابت ہوگا۔

واضح ہو کہ ہمارا یہ شعبہ ہر سال ڈیڑھ سے دو لاکھ روپئے کتابوں کی اشاعت میں خرچ کرتا ہے جو جامعہ چشتیہ کے فنڈ سے جاتا ہے اس کے علاوہ طلبہ کی کثرت اور دوسرے اخراجات کی وجہ سے ادارے کا خرچ ۳۰/لاکھ روپئے سالانہ ہے۔ لہٰذا ہم مخیّر حضرات خصوصیت سے سلسلہ چشتیہ کے مریدین ومعتقدین سے گزارش کرتے ہیں کہ اپنے زکوٰۃ وصدقات وعطیات سے مدد کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام
نیاز احمد اشرفی
ناظم شعبہ نشر واشاعت جامعہ چشتیہ
۲۰/فروری ۲۰۱۳ء

حق حق حق

کلمات خیر

از: نیر ملت حضرت شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں صاحب قبلہ
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم ردولی شریف

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم.

میرے پرنانا شہیدِ راہ عشق حضرت علامہ مفتی محمد حسین فاروقی چشتی صابری الٰہ آبادی علیہ الرحمہ کی قد آور شخصیت سے اہل علم واقف ہیں۔ صوفیاء وعلماء کے مابین آپ کا جو مقام تھا وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ ان کی پوری زندگی خدمت خلق وخدمت دین وملت میں گزری اور دین کے ہر ایک شعبہ میں آپ کی جو خدمات ہیں وہ کبھی بھی فراموش نہیں کی جاسکیں گی۔

بزرگان دین واولیاء اللہ سے آپ کا عاشقانہ تعلق وابستہ تھا اور اپنی محافل ومجالس میں سیرت صالحین کا کثرت سے تذکرہ کرتے۔ سرکار غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ذکر میں تو گویا مستغرق رہتے۔ زیر نظر کتاب آپ کی اسی عقیدت ومحبت کی ایک جھلک ہے۔

حضرت غوث جیلانی کے فضائل ومناقب میں گرچہ ہزاروں کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں مگر یہ کتاب اپنی نوعیت میں منفرد اس لئے ہے کہ اس میں حضرت مولانا نے مستند واقعات کو اختصار کے ساتھ جمع کردیا ہے۔ کتاب کی ترتیب وتہذیب میں عزیز القدر مفتی محمد احمد رضا اشرفی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اچھی خاصی محنت صرف کی اور مصنف کے تعارف کے ساتھ ساتھ ایک وقیع مقدمہ بھی شامل کتاب کردیا جس سے کتاب کی معنویت مزید بڑھ گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا کرے اور کتاب کو قارئین کے لئے نفع بخش کردے۔ آمین!

بجاہ سید المرسلین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ واجمعین۔

فقط

دعا گو

فقیر شاہ عمار احمد احمدی (عرف نیر میاں)
سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم
ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی
یکم ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ/۱۲؍فروری ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

اللہ تعالیٰ کے ذاکرین کا ذکر بجائے خود ایک عبادت ہے بلکہ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ خود اپنی شان کے مطابق اس بندے کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے **فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون** اور اس سے یہ ظاہر ہے کہ صالحین کا ذکر کرنا سنت کبریا ہے۔

قرآن مجید جو خداوند قدوس کا معزز کلام ہے اس کے بیشتر حصے ایسے ہیں جو انبیاء اولیاء و دیگر صالحین بندوں کے ذکر خیر پر مشتمل ہیں اور جہاں کہیں بروں کا تذکرہ کیا گیا تو اس کا پس منظر یہی ہے کہ انہوں نے صالحین کا طریقہ نہیں اپنایا اور ان کی اتباع نہیں کی یعنی اس طرز بیان میں بھی صالحین ہی کا ذکر مقصود ہے۔

احادیث طیبہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے انبیاء سابقین کے قصص و امثال اور اولیا و صالحین کی حکایتوں کے اذکار کا التزام فرمایا اور ہمیں ان کے واقعات سے درس لینے کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہے۔ **ذکر الانبیاء من العبادة وذکر الصالحین کفارة.** (جامع صغیر)

یعنی انبیاء کرام کا ذکر پاک عبادت ہے اور صالحین عظام کا ذکر پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔

بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ملفوظات میں بھی اسی طریقے کا اہتمام دیکھنے کو ملتا ہے بلکہ عموماً ان کا انداز یہی ہے کہ ہر ارشاد کے بعد کسی نہ کسی مرد صالح کا کوئی دلچسپ و سبق آموز حکایت بیان فرماتے ہیں اور نتیجے کی طرف بھی اشارہ فرما دیتے ہیں۔

غرض کہ صالحین کا ذکر صالحین کا طریقہ ہے اور حصول رحمت کا ذریعہ ہے۔ اس باب میں حضرت سفیان بن عیینہ کا قول معروف و مشہور ہے اور بعض لوگوں نے اس کے حدیث ہونے کا بھی قول کیا ہے **عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمة** یعنی صالحین بندوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

حضرت ابو علی دقاق سے عرض کیا گیا کہ اولیاء کرام کے حالات صرف سن لئے جائیں اور عمل نہ کیا جائے تو کیا اس میں بھی کچھ فوائد ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں کم از کم دو فائدے ضرور ہیں۔ اگر کوئی طالب حقیقی ہوگا تو طلب میں اضافہ ہوگا یا اگر کوئی مغرور ہوگا تو غرور میں کمی ہوگی۔

حضرت امام ابو یوسف سے کسی نے پوچھا کہ جب دنیا میں اولیاء کرام کا وجود نظر نہ آئے تو کیا عمل کرنا چاہئے کہ لغویات سے بچیں؟ فرمایا اولیاء کرام کے حالات کا ایک باب روزانہ پڑھ لیا کرنا۔

ایک بزرگ تمنا کرتا تھا کہ کاش کوئی ایسا فرد ملے جو بندگان خدا کی باتیں سناتا جائے اور میں سنتا جاؤں یا وہ سنتا جائے اور میں سناتا جاؤں اور فرمایا کہ اگر جنت میں اللہ والوں کا ذکر نہ ہو تو جنت سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔

پھر آج کے اس دور پر فتن میں جہاں ہر چہار جانب بےچینی و بدامنی کا دور دورہ ہے اور انسان کے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ دولت سکون سے یکسر محروم ہے ایسے میں انبیاء و صالحین کا تذکرہ ہی تسکین قلب و روح کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے چنانچہ زیر نظر کتاب کو ہدیہ ناظرین کا ایک مقصد جہاں یہ ہے کہ شہید عشق حضرت علامہ حافظ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمہ کے اس حسین مرقع کے توسط سے لوگ سرکار غوث اعظم کے مقام مرتبے سے واقف ہوں وہیں پر یہ جذبہ صادق بھی شامل تحریک ہے کہ اس کے ذریعہ سے بے تاب قلب و جگر کو سکون و اطمینان کی غذا فراہم ہو۔

حضرت شہید عشق رحمۃ اللہ نے یہ رسالہ گیارہویں شریف کی محفل میں پڑھنے کیلئے مرتب فرمایا تھا اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد الفاروقی مرحوم نے کتاب مسمّیٰ بہ ”مولانا محمد حسین الہ آبادی حیات و خدمات“ میں شامل کر کے اسے شائع بھی کر دیا تھا جس پر تقریباً اسی سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ ۲۰۱۱ء میں کتاب مذکور کو ”تجلیات شہید عشق“ کے نام سے دوبارہ شائع کیا گیا

اوراس کتاب پر جب میں ترتیب جدید کا عمل جاری کئے ہوئے تھا تو رسالہ ھٰذا کو اس مقصد سے الگ کرلیا تھا کہ اسے ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے منظر عام پر لانا حضرت مولانا کی ذات کیلئے سب سے بہترین خراج عقیدت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ حضرت شہید عشق کا فیضان متوجہ ہوا اور کتاب اہل ذوق کے ہاتھوں تک پہنچ گئی۔

حضرت شہید عشق کی طرف سے کتاب کا کوئی مستقل نام نہیں رکھا گیا تھا لھٰذا میں نے اپنے ذوق کے مطابق اس کا نام ”تذکرہ حضرت غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ“ رکھا امید ہے کہ قارئین مطمئن ہوں گے۔

میں نے کتاب کے شروع میں حضرت مولانا مؤلف کا تعارف وتذکرہ بھی تفصیل کے ساتھ کردیا ہے اورایک مقدمہ بھی سپرد قلم کیا ہے۔ اصل کتاب کے اعتبار سے تعارف وتقدیم گرچہ قدرے طویل ہوگیا ہے مگر اس میں میں نے انہیں باتوں کا اعادہ کیا ہے جن کے ماٰخذ عام قارئین کے دسترس سے باہر ہیں۔ مجھے بھرپور یقین ہے کہ پڑھنے والے اسے نگاہ تحسین دیکھیں گے اور دعاؤں سے نوازیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب ھٰذا کی ترتیب وتہذیب میں مقدور بھر کوشش کی گئی ہے کہ اغلاط وخامیاں جگہ نہ پکڑ سکیں مگر غلطی سے فرار ممکن نہیں اس لئے قارئین کے حضور یہ گزارش کروں گا کہ کتاب میں انہیں جہاں کہیں کوئی خرابی نظر آئے ازراہ خیر اطلاع بخشیں تاکہ اس کی اصلاح ہوسکے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہٖ اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

فقط والسلام
سجادہ نشین مخدوم شیخ العالم کا کفش بردار
احقر العباد محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
۲۹؍ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
۱۱؍ فروری ۲۰۱۳ء بروز دوشنبہ

۷۸۶/۹۲

حق حق حق

صاحب کتاب-ایک مختصر تعارف

از-محمد احمد رضا اشرفی مصباحی

انیسویں صدی عیسوی کی چھٹی دہائی ہے۔ غیر منقسم ہندوستان کے طول عرض میں بے چینی اور شور غوغا کی لہریں چل رہی ہیں۔ ہر طرف بے اطمینانی اور بدامنی کا بازار گرم ہے۔ باطل قوتیں متحد ہوکر اسلامی تہذیب وثقافت پر حملہ آور ہوچکی ہیں۔ روایات اسلامیہ کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے ہر چہار جانب سے طاغوتی یلغاریں جاری ہیں۔

ہندی مسلمانوں کے سروں پر غم واندوہ کا ہمالیہ ٹوٹ رہا ہے۔ ان کی صدیوں پرانی سطوت وسلطنت کی طنابیں اکھڑ چکی ہیں علمی محفلوں کی رونقیں ماند پڑتی جارہی ہیں۔ اسلامی سیاست وقیادت کی روح رفتہ رفتہ نکلتی جارہی ہے اور دھیرے دھیرے پورا ملک اغیار کے زیر تصرف آتا جارہا ہے۔

یہ سوچ کر کہ ملک چلا گیا تو ملت بھی متاثر ہوگی، ہماری تہذیب وتمدن کا جنازہ بھی نکل جائیگا یہاں سے ہمارے مذہبی شعائر نابود ہوجائیں گے، ہمارے اخلاف اغیار کے سامنے دریوزہ گیری کرنے پر مجبور ہوجائیں گے، علمائے حق اپنی درسگاہوں سے باہر آگئے۔ صوفیہ اپنی خانقاہوں سے نکل پڑے۔ مشائخ اپنی مسند مشیخیت سے اتر آئے اور زبان وبیان، تحریر وقلم ودست وبازو سے ملک وملت کی بقا کیلئے دشمنوں کے خلاف محاذ آرا ہوگئے۔

لیکن ایک زبردست فوجی قوت کے آگے درماندہ دل اور پریشان فکر مجاہدوں ایک مٹھی بھر جماعت کیا کرسکتی تھی۔ بندوق کی ایک دندناتی ہوئی گولی کے مقابلے میں پتھر کی ایک کنکری کیا گل

کھلا سکتی تھی یا پھر بارود کے ایک توپ کے جواب میں کمان کا ایک تیر کیا کرشمہ دیکھا سکتا تھا ؟غرض کہ جنگی ہتھیار کے نام پر ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا ہاں اگر کچھ تھا تو وہ جذبہ حریت تھا ،تحفظ دین وسنت کا احساس تھا اور وطن واہل وطن کو غیروں کی غلامی سے بچانے کی فکر تھی اور اس کیلئے وہ ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے بلکہ دشمنوں کے توپ اور بندوق کی گولیوں کی ننگی چھاتیوں سے یوں استقبال کرتے تھے کہ گویا یہ ان کیلئے مبارک بادی کے تحفے ہیں اور تختہ ٔ دار ورسن کی طرف خراماں خراماں یوں بڑھتے تھے گویا حجلہ ٔعروسی میں قدم رکھنے کا ارادہ ہے۔

جذبۂ حریت سے سرشار مٹھی بھر اہل حق کے ان عزائم اور حوصلوں کو دیکھکر ٹڈی دل فرنگیوں کے اوسان خطا ہو گئے تھے ۔حیرت سے ان کے ہمنواؤں کی پیشانیاں شکن آلود ہو گئی تھیں مگر ہونا وہی تھا جو قدرت کو منظور تھا۔ ہر طرف کشت وخون کا معرکہ گرم ہو گیا ،فریب دہی اور دھوکہ دھری عام ہو گئی اور ایک خاص مقصد کے تحت مسلمانوں کے مال وجان کو نشانہ بنایا جانے لگا اساطین ملت کا قتل عام شروع ہو گیا ،خانقاہیں گرادی گئیں ، مدارس ڈھا دیئے گئے ، مسجدیں ویران ہو گئیں ، مسلمانوں کے املاک پر غاصبانہ قبضہ کرلیا گیا ، آثار اسلامیہ کی حرمت پامال کی جانے لگی بلکہ مہم اس قدر خطرناک چھیڑ گئی تھی کہ ہندوستان کی تاریخ سے ہماری صدیوں پرانی شان وشوکت کی شناخت ختم ہونے کے قریب تھی۔

تاہم اللہ جل شانہ کی شان بے نیازی اور اسکی قدرت ومصلحت نہایت ہی عجیب ہے کہ جب اہل طغیان اہل حق پر عرصہ حیات تنگ کر دیتے ہیں تو وہ اپنے پرستاروں کو دشمنوں کے مقاصد سے آگاہ کر دیتا ہے اور ان پر اپنی مشیت بھی عیاں فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم ناطق ہے۔

یریدون لیطفئوا نور اللّٰہ
بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ
الکافرون۔ (الصّف آیت ۸)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں
سے بجھا دیں اور حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل
کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو یہ ناپسند ہے۔

اور معرکہ حق وباطل کا لازمی نتیجہ جو ہمارے لئے سب سے عظیم خوشخبری ہے اس کا اظہار یوں فرماتا ہے۔

جاء الحق وزھق الباطل ان
الباطل کان زھوقا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو
مٹنا ہی تھا

اللہ کریم کا کرم دیکھئے کہ جس زمانے میں سرزمین ہند سے اسلامی قوت کے پاسبانوں اور حق کے علمبرداروں کو مٹانے کی تمام تر سازشیں رچی جا رہی تھیں ،اسلام کے علمی وروحانی اور سیاسی وعمرانی ڈھانچے کو تباہ کرنیکا دیباچہ ترتیب دیا جا رہا تھا ٹھیک اسی زمانے میں یہاں کے علمی و روحانی خانوادوں میں لعل شب چراغ کی طرح شاہین صفت افراد کا ظہور ہو رہا تھا۔ شہید عشق حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی نور اللہ مرقدہ بھی انھیں افراد ملت کے ایک فرد جلیل تھے جو اس دور انحطاط میں اسلامی غیرت وحمیت کا امین ومحافظ بن کر جہان خاکی میں قدم رنجہ ہوئے۔

ع خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

نام ونسب اور مقدس خانوادہ

حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ جس علمی خانوادے کے چشم وچراغ تھے اس کی دینی ، علمی ، سیاسی ، سماجی اور روحانی وانقلاب آفریں تاریخ ماہ وسال نہیں بلکہ صدیوں پر محیط ہے۔ فقیہ وقت محدث اجل عارف حق شیخ السالکین حضرت شاہ محبّ اللہ محدث الہ آبادی سے لیکر فرید الملت والدین شیخ شیوخ الکاملین حضرت شاہ فرید الدین مسعود گنج شکر تک اور سلطان عادل شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی سے لیکر خلیفۃ المسلمین امام العادلین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک ہر دور میں اس خانوادے کے افراد ملت اسلامیہ کیلئے باعث صد افتخار بنے رہے اور تاریخ اسلام کا کوئی بھی ورق ان کی ہمہ جہت خدمات سے خالی نہیں رہا۔

آپ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی ، انتیسویں پشت میں حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر اور تینتالیسویں پشت میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

پیدائش وپرداخت

حضرت مولانا کی تاریخ پیدائش کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ آپ ۱۸۵۳ء کے کسی مہینہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا تذکرہ نگار لکھتا ہے۔

’’۱۸۵۷ء میں جب ہندوستان کی پہلی تحریک آزادی شروع ہوئی، جسے غدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولانا کی عمر ساڑھے چار برس تھی جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا غالبًا ۱۸۵۳ء کے کسی مہینہ میں پیدا ہوئے۔‘‘

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ خیز حالات میں مولانا کا خانوادہ بھی متاثر ہوا خاندان کے بہت سے سر کردہ حضرات گرفتا کر لئے گئے اور جو حضرات گرفتاری سے بچ گئے تھے وہ حالات کے بہت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے اپنے بال بچوں کو لیکر ادھر ادھر روپوش ہو گئے انھیں لوگوں میں مولانا کے حقیقی چچا حضرت مولانا تجمل حسین چشتی علیہ الرحمہ بھی تھے جو بشمول آپ کے اپنے پورے کنبے کے ساتھ موضع میلھن ضلع الہ آباد منتقل ہو گئے اور جب تک حالات معمول پر نہیں لوٹے وہیں مقیم رہے۔ مولانا محمد الفاروقی صاحب لکھتے ہیں۔

’’اس زمانہ میں (۱۸۵۷ء) چونکہ ہندوستان کی حالت نہایت ہیجانی ہو رہی تھی۔ علماء کو اپنی عزت وحرمت کی حفاظت مشکل ہو رہی تھی۔ ہر شخص مشکوک نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ چونکہ مولانا کا خاندان بھی ایک با اثر علمی خاندان تھا لہٰذا اس پر بھی اشتباہ کی نظریں پڑتی تھیں چنانچہ اکثر افراد خاندان قلعہ میں قید کئے جا چکے تھے۔ آپ کے چچا مولانا تجمل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھر والوں کو لیکر موضع میلھن چلے گئے اور جب تک غدر کا زمانہ رہا یہ سب لوگ وہیں مقیم رہے۔‘‘

تحصیل علم دین وتدریسی خدمت

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جس گھرانے میں اپنی آنکھیں کھولی تھی اس کا ہر فرد علمی دینا میں ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ والد گرامی حضرت مولانا تفضّل حسین چشتی صابری، عم محترم حضرت مولانا تجمل حسین چشتی صابری اور حضرت مولانا مہدی حسین چشتی صابری وغیرہ کا شمار وقت کے متبحر علماء میں ہوتا تھا اس کے علاوہ خاندان محبّ اللٰہی کی ہر شاخ میں علم وفضل کے حاملین افراد کی کثرت تھی اور پھر تعلیم وتعلم کا مشغلہ خاندانی روایات کا ایک ایسا اہم حصہ تھا جو نسلا بعد نسل منتقل ہوتا چلا آرہا تھا لہٰذا آپ بھی بلا کسی لیت ولعل کے اسی راہ پہ چل پڑے جس پر اپنے بزرگوں کو دیکھا اور آگے چل کر نہ صرف اپنے اسلاف واکابر کی پاکیزہ روایات کا امین بن گئے بلکہ ان کے اور بعد والوں کیلئے باعث افتخار بھی قرار پائے۔

آپ کی مکتب کی تعلیم قصبہ میلھن میں ہوئی اور الہ آباد واپسی پر حفظ قران کریم مع تجوید وترتیل کی تکمیل حافظ اجرالدین الہ آبادی سے فرمائی اس وقت عمر طبعی لگ بھگ تیرہ برس کی تھی۔ حفظ قرآن کے بعد عربی وفارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے چچا حضرت مولانا مہدی حسین چشتی صابری سے پڑھی پھر حضرت مولانا نعمت اللہ فرنگی محلی کی شاگردی اختیار کی۔ حضرت مولانا نعمت اللہ فرنگی محلی اس وقت جبل پور میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے تھے اور حضرت مولانا کے خاندان سے گہرا ربط وضبط رکھتے تھے اسلئے وہ جب کبھی آپ کے یہاں تشریف لاتے تو مہینوں قیام کرتے اور اس قیام کا مقصد صرف آپ کو تعلیم وتعلم کرنا ہوتا تھا چنانچہ بہت سی اہم فنون کی کتابیں آپ نے حضرت مولانا نعمت اللہ فرنگی محلی سے ہی پڑھی۔

حضرت مولانا نعمت اللہ فرنگی محلی جوہر شناس نگاہ رکھتے تھے۔ انھوں نے جب آپ کی ذہانت وفطانت اور محبت ودلچسپی کا مظاہرہ دیکھا تو آپ کو اپنے ساتھ فرنگی محل لے آئے اور استاذ الفقہاء ابوالحسنات حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے سپرد فرما دیا پھر کیا تھا ایک قطرہ دریا سے ملا اور دریا ہو گیا۔

آپ کی اخاذ طبیعت پر حضرت علامہ ابوالحسنات کے علمی تبحر کا خاص اثر مرتب ہوا یہی وجہ تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے جملہ علوم وفنون پر مضبوط گرفت حاصل کر لی اور ایک قلیل عرصہ میں علمی دنیا میں ایک نمایاں مقام پیدا کر لیا۔ حضرت علامہ ابوالحسنات بھی آپ کی جودت فکر اور فطری خوبیوں سے

مولا

خطاب عطا فر

آج میں بھی تم

کو حاصل تھا

معاصرین میں

سد حض

مناقب وفضائل میں اجمال وتفصیل کے درمیان ایک ,,تحریری گلدستہ،، اپنی وسعت کے مطابق ہم بھی سجائیں گے۔ وماتوفیقی الاباللہ۔

قصیدہ غوثیہ سے چند اشعار

قصیدہ غوثیہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی پوری زندگی کا عکس اس میں نظر آتا ہے اور یہ قصیدہ آپ نے بحکم رب العٰلمین تلفظ کیا ہے اسلیئے یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس میں آپ نے بڑے بلند بانگ دعوے کیئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کا مقام اس سے کہیں اعلیٰ ہے جو کچھ قصیدہ شریف میں مذکور ہے۔ علماء وصوفیاء نے آپ کے اس قصیدہ کو نہ صرف دل سے قبول کیا ہے بلکہ دفع بلااور حل مشکلات کیلئے اس کا پڑھانا بھی مجرب قرار دیا ہے ذیل میں چند اشعار مع ترجمہ حاضر ہے۔

(١)سقانی الحب کاسات الوصال فقلت لخمرتی نحوی تعال	مجھے محبوب حقیقی نے وصال یار کے جام پلائے پس میں نے اپنے پلانے والے سے یہی کہا کہ مجھے خوب سیراب کردے۔
(٢)فقلت لسائر الاقطاب لموا بحال وادخلواانتم رجال	پھر میں نے تمام اقطاب سے کہا آؤ اور میرے حال میں داخل ہوجاؤ کیونکہ تم سب بھی میرے ساتھی ہو۔
(٣)شربتم فضلتی من بعد سکری ولا نلتم علوی واتصال	جب شراب عشق سے مست ہوگیا تو تم نے میرا بچا ہوا حصہ پیا اور تم میں کا کوئی بھی میرے مرتبوں کی رفعت تک نہیں پہنچ سکتا۔
(٤)مقامکم العلیٰ جمعاولکن مقامی فوقکم مازال عال	اگر چہ تم سب کامقام بھی بہت بلند ہے لیکن میرا مقام تمہارے مقام سے ہمیشہ بلند رہے گا۔

(٥)انا فی حضرة التقریب وحدی یصرفنی وحسبی ذوالجلال	قرب خداوندی میں میرا مقام منفرد ہے اور اللہ مجھے ترقی دیتا ہے پھر رب ذوالجلال میرے لئے کافی ہے۔
(٦)انا البازی اشهب کل شیخ ومن ذافی الرجال اعطی مثال	میں آسمان معرفت کا شہباز ہوں اور مجھے ہر شیخ پر فضیلت ہے اور خدا کے مردوں میں سے کون ہے جس کو میری طرح کمال عطا ہوا۔
(٧)وولانی علی الاقطاب جمعا فحکمی نافذفی کل حال	اور اللہ تعالی نے مجھے تمام اقطاب پر ولایت دی ہے پس میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔
(٨)ولو القیت سری فی بحار لصارالکل غورا فی الزوال	اور اگر میں اپنے راز حقیقت کو سمندر میں ڈالدوں تو اس کا سارا پانی خشک ہوجائے اور وہ عالم زوال میں پہنچ جائے۔
(٩)فلو القیت سری فی جبال لدکت واختفت بین الرمال	اور اگر میں اپنے راز حقیقت کو کسی پہاڑ پر ڈالدوں تو وہ پاش پاش ہوکر ریت کے درمیان فنا ہوجائے۔
(١٠)ولو القیت سری فوق نار لخمدت وانطفت من سرحال	اور اگر میں اپنے راز معرفت کو آگ پر ڈالدوں تو وہ سرد ہوجائے اور میرے حال کے بھید سے آگاہ ہوکر فنا ہوجائے۔
(١١)ولو القیت سری فوق میت لقام بقدرة مولی تعالٰ	اور اگر میں اپنے راز کو مردے پر ڈالدوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہوکر کھڑا ہوجائے۔
(١٢)ومامنها شهور او دهور تمر وتنقضی الا اتال	اور کوئی مہینہ یا سال اور زمانہ ہو اس کی جرأت نہیں کی میری بارگاہ میں حاضری دیئے بغیر آگے بڑھ جائے۔

(۱۳)مریدی لاتخف اللّٰہ ربی عطانی رفعة نلت المنال	اے میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا رب ہے اور اس نے مجھے ایسی رفعت عطا کی ہے کہ میں اپنے مطلوب کو پالیتا ہوں۔
(۱٤)بلاد اللّٰہ ملکی تحت حکمی ووقتی قبل قلبی قد صفال	اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرے زیر فرمان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونے سے پہلے ہی میرے دل کو صاف فرمادیا۔
(۱۵)نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا کخردلة علی حکم اتصال	میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پہ رائی کا دانہ ہو۔
(١٦)وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال	اور ہر ولی کا قدم کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے لیکن میرا قدم نبی اخرالزماں کے نقش قدم پر ہے جو جملہ کمالات کے بدر کامل ہیں۔
(۱۷)فمن فی اولیاء اللّٰہ مثلی ومن فی العلم والتصریف حال	اولیاء میں کس کی ہمت ہے کہ میری برابری کا دعوی کرے اور علم وتصرف میں میرا مقابلہ کرے۔
(۱۸)انا الحسنی والمخدع مقامی واقدامی علی عنق الرجال	میں حسنی ہوں میرا مقام خاص ہے اور میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے ۔
(۱۹)وعبدالقادر المشهور اسمی وجدی صاحب العین الکمال	اور میرا نام عبد القادر مشہور ہے اور میرا نانا سید الاولین والآخرین ہیں جو جملہ کمالات کے مصدروسرچشمہ ہیں۔

اکابر اولیاء اللہ کا بارگاہ غوث الاعظم میں خراج عقیدت

عطائے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے:

یاغوث معظم نور ہدی   مختار نبی مختار خدا   سلطان دوعالم قطب اعلیٰ حیراں زجلالت ارض وسماء
درصدق ہمہ صدیق وشے درعدل عدالت چوں عمری   اےئ کان حیا عثمان غنی مانند علی باجود سخا
در بزم نبی عالی شانی، ستار عیوب مردانی   درملک ولایت سلطانی اےئ منبع فضل وجودوسخا
چوپاے نبی شدتاج سرت تاج ہمہ عالم شدقدمت   اقطاب جہاں درپیش درت افتاد چوپیش شاہ گدا

قطب الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے آپ کی مدح میں کہا:

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین   دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین
خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر   دیدہ را بخش صفا حضرت غوث الثقلین

سید الصابرین حضرت شیخ علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب میں فرمایا:

من آمدم بہ پیش سلطان عاشقاں   ذات تو ہست قبلۂ ایمان عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر   دستم بگیر از کرم اےئ جان عاشقاں

حضرت شیخ عبدالرحمان جامی کہتے ہیں۔

گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا   محبوب خدا ابن حسن آل حسینا
سر بر قدمت جملہ نہادند وبگفتند   تاللہ لقد اثرک اللہ علینا

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی یوں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

بیکساں را کس اگر جوئی در دنیا ودیں   ہست محی الدین سید تاج سرداراں یقیں

حضرت شیخ سلطان باہو کہتے ہیں۔

شفیع امت و سرور بود آں شاہ جیلانی   تعالیٰ اللہ چہ قدرت خدائش کرد ارزانی

حضرت شیخ ابوالمعالی صابری انبیٹھوی یوں مدح خوانی کرتے ہیں۔

گرکسے واللہ بعالم ازمے عرفانی است   ازطفیل شہ عبد القادر جیلانی است

حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی رحمۃ اللہ یوں کہتے ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین کن یقین رہبر اکا بر دیں

الحمدللہ شروع سے آخر تک یہ چند سطریں بزرگوں کے فضائل ومناقب میں سپرد قرطاس کرنے کی توفیق ہوئی اس میں جس قدر صحت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو کچھ خامیاں ہیں وہ میری شامت نفس سے ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں انھیں کوئی خامی نظر آئے تو از راہ خیر اطلاع کی زحمت اٹھائیں تا کہ اس کا ازالہ کیا جاسکے اور مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

فقط والسلام
بارگاہ شیخ العالم کا بھیکاری طالب دعا
احقر محمد احمد رضا اشرفی مصباحی حنفی دیناجپوری
خادم التدریس والافتاء جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم
ردولی شریف، فیض آباد
۴/ جنوری ۲۰۱۳ء

تذکرہ غوث صمدانی حضرت شیخ

سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

از: شہید عشق حضرت علامہ محمد حسین فاروقی صابری الہ آبادی علیہ الرحمہ

یہ تحریر غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں لکھی گئی ہے اس طرح کی تحریریں اکثر گیارہویں شریف کے موقع پر تحریر فرمایا کرتے تھے اور محفل منعقد فرما کر کسی سے پڑھا دیا کرتے تھے اس میں سے بعض بعض حصّے غائب ہیں۔

نام ونسب

نام: عبدالقادر، کنیت۔ ابومحمد، لقب۔ محی الدین، غوث اعظم، غوث صمدانی، محبوب سبحانی، شیخ کبیر

نسب شریف آپ کا والد ماجد کی طرف سے یہ ہے۔

شیخ عبدالقادر ابن ابی موسیٰ جنگی دوست ابن عبداللہ بن یحیٰ زاہد بن امام محمد بن امام داؤد بن امام موسیٰ بن امام عبداللہ بن موسیٰ الجون بن امام عبداللہ المحض بن امام حسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور ماں کی طرف سے نسب شریف آپ کا یوں ہے۔

شیخ عبدالقادر بن سیدہ فاطمہ اُم الخیرام الجبار بنت ابی عبداللہ صومعی بن جمال الدین بن محمد بن محمود الجواد الرضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن علی زین العابدین بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

یہ نسب نامہ آپ کا وہ ہے کہ جس پر اہل سیر کے بڑے بڑے اکابر نے اتفاق کیا ہے اگر کوئی نادان شیعی نے اس پر کلام کیا تو جہالت اور تعصُّب اُس کا منشا ہے آپ مِن حیث الاب سید حسنی اور مِن حیث الاُم سیّد حسینی ہیں۔

بچپن

لڑکپن ہی سے آپ پر آثار ولایت ظاہر ہونے لگے آپ کی والدہ ماجدہ کا ۶۰ برس کا سِن تھا جب آپ پیدا ہوئے۔ عادۃً اس سن میں عورتوں کی اولاد نہیں ہوتی جس سال آپ پیدا ہوئے رمضان کے مہینے میں دودھ نہیں پیا۔ بدلی تھی چاند نظر نہیں آیا یہ بات مشہور ہوئی کہ شہر کے کسی خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا جو رمضان میں دودھ نہیں پیتا آپ کی والدہ سے اُن لوگوں نے پوچھا کہ لڑکے نے دودھ پیا ہے یا نہیں معلوم ہوا کہ نہیں پیا اس وجہ سے یقین ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے۔

آپ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور بعضوں نے ۴۷۱ھ لکھا ہے اس بنا پر عشق یا عاشق آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ اکیانوے برس کا سِن پایا۔ ۳۳ برس درس اور فتویٰ نویسی میں بسر کیا ۱۸ برس کا سِن تھا جب گیلان سے بغداد تشریف لائے اور بڑے بڑے محدّثین اور مشائخ سے سماعت حدیث کی۔ جمیع علوم وفنون میں بڑی مہارت حاصل کی۔ خلق اور خالق کی نظر میں بڑے معظم اور محترم رہے۔

سفر بغداد اور رہزنوں کی اصلاح

آپ فرماتے ہیں کہ ایّام طفولیت میں ایک شہر کے اطراف میں تفریحاً گیا وہ دن عرفہ کا تھا۔ ایک گائے بھاگی اُس کے پیچھے میں دوڑا گائے نے منھ پھیر کر مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر تم اس واسطے پیدا نہیں کئے گئے ہو میں ڈر کر بھاگا اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گیا دیکھا عرفات والے لوگ وہاں وقوف کے لئے جمع ہیں میں اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے دنیا کے کاروبار سے معاف کیجئے اور اجازت دیجئے کہ بغداد میں جا کر علم سیکھوں اور بزرگوں کی صحبت میں رہوں۔ انھوں نے اس کا سبب پوچھا میں نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا وہ اس حال کو سُن کر رونے لگیں اور جا کر اسّی (۸۰) دینار لائیں جو میرے والد نے ترکہ میں چھوڑے تھے۔ اُس میں سے چالیس (۴۰) میرے کپڑے میں سی دیئے اور مجھے رخصت فرمایا اور چلتے وقت مجھ سے عہد لیا کہ کسی حال میں جھوٹ نہ بولوں اور مجھے دُعائیں دے کر رُخصت کیا۔

ایک چھوٹا سا قافلہ بغداد کو جاتا تھا میں اُس کے ہمراہ ہو لیا جب ہمدان سے ہم آگے بڑھے

تو ناگہاں ساٹھ سواروں نے آ کر قافلہ کو گھیر لیا اور خوب لوٹا مگر مجھے فقیر جان کر چھوڑ دیا اور کچھ نہ پوچھا ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ اے فقیر تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ چالیس دینار ہیں۔ اس نے کہا کہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے کپڑے میں بغل کے نیچے سِلے ہوئے ہیں۔ اُس نے مذاق سمجھ کر مجھے چھوڑ دیا پھر دوسرا شخص آیا اُس نے بھی مجھ سے وہی پوچھا میں نے وہی جواب دیا اور وہ دونوں جب اپنے سردار کے پاس گئے تو میرا حال بیان کیا اُس نے مجھے پکڑ بلوایا اور اس نے بھی وہی سوال کیا کہ تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے بے تکلف کہہ دیا کہ چالیس دینار ہیں جو میرے کپڑے میں بغل کے نیچے ٹکے ہیں اُس نے سیون توڑ کر دیکھا تو واقعی چالیس دینا تھے۔ اُس نے متعجب ہو کر مجھ سے کہا کہ ٹھگوں سے کوئی شخص اپنا مال ظاہر نہیں کرتا تم نے اپنا مال کیوں ظاہر کر دیا؟ میں نے کہا کہ چلتے وقت میری والدہ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں میں اُسی عہد پر قائم ہوں اس لئے میں کہہ دیا۔ اس کہنے کا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ رونے لگا اور کہا کہ تم ابھی کمسن ہو اور اپنی والدہ کے ساتھ جو عہد کیا ہے اس میں یہ خیال ہے کہ خلاف نہ ہونے پاوے اور ہم کو اتنا زمانہ دراز گذرا کہ خدا کے خلاف کرتے ہیں اور شرم نہیں کرتے اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی یہ دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے بھی توبہ کی اور کہنے لگے کہ تو چوری میں بھی ہمارا سردار تھا آج توبہ میں بھی ہمارا سردار ہے اور قافلہ والوں کا سارا مال جو لیا تھا واپس کر دیا۔

حکایت: آپ فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں جب قصد کرتا تو سُنتا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے الی یا مبارک یعنی میری طرف آ ''اے مبارک'' یہ سن کر میں اپنے ہم سِن لڑکوں کی جماعت سے الگ ہو کر اپنی ماں کی گود میں چھپ جاتا۔

حکایت: لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے کو کب سے ولی جانا کہا جب میرا دس برس کا سِن تھا اور میں اپنے گھر سے مکتب کو جاتا تھا تو اپنے ساتھ جماعت فرشتوں کی دیکھتا جب مکتب میں پہنچتا اپنے کانوں سے سُنتا کہتے تھے اصفحوا الی اللہ۔ ایک دن اس طرف سے ایک شخص کا گذر ہوا اور وہ صاحبِ بصیرت تھا اُس نے جو یہ حال دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ سادات کے خاندان سے ہے۔ کہا اس شخص کا بہت بڑا مرتبہ ہونے والا ہے اُس شخص کو چالیس برس کے بعد پہچانا وہ ابدال میں سے تھا۔

زمانہ طالب علمی کی مشقتیں

حکایت: شیخ طلحہ بن قرتحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابتداءً مجھے بغداد میں کسی قدر تکلیف تھی ایک مرتبہ بیس فاقے گذرے میرے پاس کھانے پینے کا سامان کچھ نہ تھا۔ ایوان کسریٰ کی طرف گیا کہ کچھ مل جائے تو کھانے کا سامان ہو وہاں میں نے ستّر اولیاء کو پایا کہ وہ سب کے سب اسی حالت وکیفیت میں مبتلا تھے جس میں میں تھا وہاں سے واپس آیا تو ایک شخص نے ایک ٹکڑا چاندی کا دے کر کہا کہ یہ تمھاری والدہ نے بھیجا ہے اس میں سے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ فقراء کو دیا جو اپنے لئے رکھ لیا تھا اُس کا کھانا خرید لیا اور فقرا کے ساتھ مل کر کھایا ایک مرتبہ ایسا ہی اور اتفاق ہوا کہ بغداد میں گرانی تھی اور مجھے کھانے پینے کی طرف سے تنگی تھی کئی دن سے مجھے کچھ میسّر نہ آیا تھا۔ جنگل میں جاتا تو گٹھلیاں یا بقولات کی پتّی جو کچھ مل جاتی کھاتا ایک دن اسی خیال سے دریا کے کنارے گیا وہاں اور بھی فقراء کو دیکھا کہ وہ بھی اس تلاش میں ہیں شہر میں بھی بہت کچھ جستجو کی مگر کچھ میسر نہ آیا ناگاہ ایک مسجد میں پہنچا جو بازار ریحا میں واقع تھی بھوک کی شدت اور ناتوانی کے سبب سے ہل نہ سکتا تھا۔ ایک جوان عجمی مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر روٹی کھانے لگا۔ میرے نفس نے کئی بار چاہا کہ شریک ہوجاؤں مگر میں نے روکا اُس جوان نے مجھے دیکھا اور کھانے کیلئے اصرار کیا۔ اثنائے گفتگو میں میرا حال پوچھنا شروع کیا کہ کون ہو اور کیا شغل رکھتے ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے نام بتایا اور کہا کہ طالب علم ہوں جیلان کا رہنے والا ہوں اُس نے کہا میں بھی وہیں کا رہنے والا ہوں۔ تب اُس نے پوچھا تم پہچانتے ہو کہ ایک نوجوان طالب علم جیلان کا رہنے والا عبدالقادر نامی فلاں خاندان کا یہاں ہے میں نے کہا وہ میں ہوں۔ اُس کا چہرہ متغیر ہوگیا اور کہا کہ اتنے روز بغداد میں آئے ہوئے مجھے ہوئے تمہارا حال دریافت کیا کسی نے نہ بتلایا۔ خرچ میرا چُک گیا میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا بجز تمھاری امانت کے جب تین دن گذر گئے تمھاری امانت میں سے میں نے روٹی خریدی جسے میں نے اور تم نے شریک ہوکر کھایا مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے تب اُس نے کہا کہ تمھاری والدہ نے آٹھ دینار دیئے تھے ان میں سے میں نے بجبوری یہ روٹی خریدی اور جو کچھ باقی تھا اُس کو دے دیا اور کچھ اپنی طرف سے اور دے دیا۔

دورمجاہدہ اور شیخ حماد کی صحبت

آپ فرماتے ہیں کہ میں عراق کے جنگل اور ویرانوں میں پچیس برس تنہا پھرتا رہا نہ مخلوق مجھے جانتی نہ میں مخلوق کو پہچانتا رجالُ الغیب اور جنّات کی قومیں مجھ سے ملتی تھیں میں ان کو اللہ کا راستہ بتاتا تھا اولاً جب میں عراق میں داخل ہوا تو خضر میرے رفیق تھے میں ان کو پہچانتا نہ تھا۔ انھوں نے مجھ سے شرط کی کہ میں اُن کے خلاف نہ کروں مجھے وہ ایک جگہ بیٹھا گئے میں تین برس بیٹھا رہا وہ سال میں ایک مرتبہ مجھ سے ملتے اور دُنیا عجائب وغرائب صورتوں میں میرے سامنے آتی میں اس کو دفع کرتا۔ شیطان مختلف پیرایہ میں میرے سامنے آتا اور بہکانا چاہتا اللہ کی عنایت سے میں بچا رہا حتیٰ کوئی طریقہ مجاہدہ کا باقی نہیں رہا۔

میں نے برسوں جنگل کی پتّیاں کھائیں اور پانی نہیں پیا اور برسوں کھایا اور پیا کچھ نہیں اور برسوں نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا ایک مرتبہ چاہا کہ بغداد سے نکل کر کہیں چلا جاؤں اس لئے کہ بغداد میں بڑے فتنے تھے قرآن بغل میں دبایا اور باب حلبیہ کے جانب سے چاہا کہ کسی جنگل کو نکل جاؤں لیکن ایک آواز سنی کہ کہاں جاتے ہو لوگوں کو تم سے نفع پہنچے گا۔ میں نے کہا کہ خلق سے مجھے کیا مطلب مجھے اپنے دین کا بچانا منظور ہے تو اس نے کہا کہ دین تمھارا محفوظ ہے اور کہنے والے کو میں دیکھتا نہ تھا پھر مجھ پر ایسے احوال جاری ہوئے کہ خُدا سے دعا کرنے لگا کہ کوئی ایسا ہے جس سے میری مشکل آسان ہو؟ جب دوسرے دن مراقبہ میں گیا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا دروازہ زور سے کھولا اور کہا کہ اے عبدالقادر آؤ میں گیا اور تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اُس نے کہا کہ تم نے رات کو خدا سے کیا دعا کی تھی؟ میں چُپ رہا اور تامّل میں تھا کہ کیا جواب دوں! اس کو غصہ آیا اور زور سے دروازہ بند کرلیا کہ غبار اُڑ کر میرے منہ پر گرا تھوڑی دور چلا تب مجھے خیال آیا کہ یہ شخص کوئی بڑا بزرگ ہے لوٹ کر دروازہ ڈھونڈھنے لگا تو نہ ملا نہایت پریشان ہوا۔ وہ شیخ حماد تھے بعد میں ان کو میں نے پہچانا اور اُن کی صحبت میں رہا ان کے فیضان صحبت سے میری ساری مشکلیں آسان ہوگئیں وہ بعض وقت مجھ سے سختی سے پیش آتے اور امتحاناً سخت کلامی کرتے تو میں بنظر ادب سکوت کرتا۔

بارگاہ رسالت سے وعظ نصیحت کرنے کا حکم

ابتداءً جب میں بغداد میں آیا تو میرے دل میں حقائق اور معارف کی باتیں جوش زن ہوئیں اور میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی کہ بغداد جاؤ اور لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاؤ میں اس خیال سے کہ مجھے خلق سے کیا نسبت؟ مطلب بیان کرنے میں تامل کرتا رہا اور یہ خیال کرتا رہا کہ میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے اپنی زبان کیسے کھولوں اتنے میں ظہر کے وقت دیکھتا کیا ہوں کہ انوار میری طرف متوجہ ہیں تعجب ہوا کہ یہ کیا حالت ہے۔ مجھ سے کسی نے کہا کہ حضرت سرور کائنات کے فتوحات جو خدا کی جانب سے تمھیں حاصل ہیں آن حضرت ﷺ اس کی تمھیں مبارکباد دیتے ہیں۔ میں نے نظر اٹھائی تو منبر کے سامنے ہوا میں حضرت کا جمال باکمال دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبدالقادر تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں عجمی ہوں فصحائے عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟ آپ نے سات بار اپنا لعاب دہن میرے مُنھ میں ڈال دیا اور تشریف لے گئے پھر حضرت علی نے تین بار لعاب دہن میرے منھ میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے حضرت کی طرح کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بلحاظ ادب حضرت کے برابری نہیں کی پھر حضرت نے مجھے خلعت پہنایا اور یہ فرمایا کہ یہ خلعت ولایت اور قطبیت کی ہے۔ اُسکے بعد قلب پر علوم حقائق فیض کئے گئے پھر تو آپ کے بیان میں اس قدر مجمع ہونے لگا کہ جگہ نہ ملتی تھی حتی کہ شہر کے باہر عیدگاہ میں بیان فرمانے لگے لوگ سواریوں پر سوار ہو کر آتے اور رات سے شمع اور مشعل جلا کر چلتے کہ پہلے سے جگہ لے رکھیں ستّر ہزار آدمی جمعہ میں ہوتے۔ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے اور دفعتہً چند قدم ہوا میں اُڑے اور یہ فرمایا کہ یا اسرائیلی قف فاسمع کلام محمدی انت اسرائیلی وانا محمدی جب اپنی جگہ پر آئے تو لوگوں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت موسیٰ کو ہوا میں دیکھا اور اُن سے یہ باتیں ہوئیں جو تم نے سُنی۔

ارشاد

آپ فرماتے ہیں کہ کسی شیخ کو جائز نہیں کہ سجادہ ارشاد پر بیٹھے جب تک اُس میں بارہ

خصلتیں پوری نہ ہوں۔ دو خصلتیں اللہ کی دو رسول کی دو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو عمر رضی اللہ عنہ کی دو عثمان رضی اللہ عنہ کی اور دو علی رضی اللہ عنہ کی۔ اللہ کی دو خصلتیں تو یہ ہیں کہ ستّار و غفّار ہو اور رسول کی دو خصلتیں یہ ہیں کہ شفیق و رفیق اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو دو خصلتیں یہ ہیں کہ آمر و ناہی ہو اور عمر کی خصلتیں یہ ہیں کہ عادل و بے باک ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ کی دو خصلتیں یہ ہیں کہ مساکین کو کھانا کھلائے اور رات کو نماز پڑھے جب لوگ سوتے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی دو خصلتیں یہ ہیں کہ عالم ہو اور شجاع و دلیر ہو۔

شان رفیع

آپ کے زمانہ کے مشائخ کبار آپ کا بڑا ادب کرتے اور نہایت تعظیم سے پیش آتے عبداللہ حیای کہتے ہیں کہ حضرت شیخ کا ایک خادم تھا عمر حلاوی نام کا وہ بغداد سے کہیں چلا گیا اور کئی برس تک کہیں غائب رہا جب لوٹ کر آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کہاں تھا اس نے کہا کہ بلاد شام و مصر و مغرب و عجم میں پھرتا رہا اور قریب قریب ۳۶۰ اولیاء سے ملا مگر ہر ایک کو یہی کہتے سنا کہ ہمارے شیخ و مرشد شیخ عبدالقادر ہیں شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں شیخ حماد دباس کے پاس ۵۲۳ھ ہجری میں تھا اس وقت شیخ عبدالقادر اُن کے پاس تھے ایک بات انھوں نے بہت جرأت کی کہی شیخ حماد نے کہا کہ عبدالقادر ایسی بات نہ کہا کرو اللہ سے ڈرو مبادا ان معاملات میں کوئی مکر پوشیدہ ہو۔ حضرت شیخ عبدالقادر نے اپنا ہاتھ شیخ حماد کے سینہ پر رکھا اور کہا کہ دل کی آنکھ سے دیکھئے میرے سینہ میں کیا تحریر ہے اُن پر حال طاری ہو گیا جب میں نے اُن کے سینہ سے ہتھیلی اُٹھائی تو فرمایا کہ میں نے آپ کے ہتھیلی میں یہ تحریر لکھی ہوئی دیکھی کہ عبدالقادر نے اللہ سے ستّر بار عہد لیا ہے کہ اُن کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔ شیخ حماد نے کہا کہ تمھیں اب کچھ ڈر نہیں ہے جو چاہے سو کہو ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت ابومسعود عبداللہ اور محمد عوانی اور عمر بزاز فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر نے اپنے مُریدوں کے لئے اللہ سے عہد لے لیا ہے کہ کوئی ان میں سے بے توبہ نہ مرے اللہ نے اُن سے وعدہ کر لیا ہے کہ ان کے مریدوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مرید

اور مرید کے مریدوں کے لئے ستّر درجہ تک کفیل ہوں کہ وہ مغرب میں ہوں یا مشرق میں تو میں وہیں سے اُس کی حفاظت کرسکتا ہوں۔

فائدہ: اللہ سے مریدوں کے لئے عہد و پیمان لے لینا بظاہر تو مستبعد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ ہے کہ معاملہ خاص اہل اللہ کا اللہ کے ساتھ ہے۔ مرید حقیقت میں وہ ہوتا ہے جو عادت وسیرت میں پیر کا قدم بقدم ہو اور کم سے کم یہ ہے کہ پیر کے ساتھ اخلاق ومحبت پوری طور سے رکھتا ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** اس آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اولیا اللہ کو نہ کسی طرح کا غم وخوف نہ کسی قسم کا رنج وملال اور اپنے خالص ومخلص کا مبتلائے عذاب دیکھنا یہ بھی منجملہ حُزن وملال کے ہے جو اولیاء اللہ کیلئے بہ نص قرآنی منفی ہے۔

دوسرے یہ کہ مرید جو پیر کا قدم بقدم پیرو ہو وہ بمنزلہ اولاد کے ہے اور اسی بنا پر اللہ نے ارشاد فرمایا ہے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** اور اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ **اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّهٗ** آدمی اُسی کے ساتھ ہے جسے چاہے **احب الصالحین ولست منهم لعل یرزقنی صلاحاً۔**

شیخ عمر بزاز فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حسین حلاج سے لغزش ہوگئی افسوس اُن کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو ان کا ہاتھ پکڑ کر ترقی کرا دیتا۔ میں ہوتا تو اُن کو اُن کے مقام سے کھینچ لاتا اور میں قیامت تک اپنے مریدوں اور دوستوں وارادتمندوں میں سے جس سے لغزش ہو دستگیری کروں گا۔

صاحب تحفۃ الراغبین لکھتے ہیں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ منصور مرتبۂ اطلاق میں جا کر پابند ہوگئے تھے اور وہاں سے ترقّی نہیں کرسکتے تھے اگر میں ہوتا تو مرتبہ صحو محمدی میں اور مقام عبدیت خالصہ میں پہنچا دیتا۔

ابراہیم ابن سعد لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے منصور حلاج کا کسی نے حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اُن کے دعوے بڑھ گئے تھے اس لئے مقراض شریعت سے کتر دئے گئے۔

حضرت شیخ عبدالوہاب آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والد ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے۔ مدرسہ میں جمعہ کی صبح اور منگل کی شام کو اور رباط میں اتوار کی صبح کو۔ بڑے بڑے علماء، فقہاء اور مشائخ حاضر ہوتے چالیس برس تک وعظ فرمایا جس کی ابتدا ۵۲۱ھ اور انتہا ۵۶۱ھ میں ہوئی ۳۳ برس تک درس وفتویٰ دیتے رہے اکثر اُن کی مجلس میں ایسی حالت لوگوں پر طاری ہوتی کہ ایک دو ہلاک ہوجاتے اور قریب قریب ۴۰۰ آدمی لکھنے بیٹھتے مگر لکھ نہ سکتے اور کوئی مجلس آپ کی ایسی نہ تھی جس میں کچھ یہود ونصاریٰ مسلمان نہ ہوتے اور دو ایک قطاع الطریق اور چور مشرف بہ توبہ نہ ہوتے۔ ایک بار ایک راہب آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور کہنے لگا میں یمن کا رہنے والا ہوں اسلام کی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی مگر یہ ارادہ ہوا کہ ایسے شخص کے ہاتھ پر اسلام لاؤں جو زمانہ میں سب سے بڑا ہو چنانچہ خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں بغداد جا اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر اسلام لا اس لئے کہ اس زمانہ میں اُن سے بہتر اور برتر کوئی نہیں۔

ایک روز ۵۲۸ھ میں خود منبر پر فرمایا کہ میں نے پچیس برس تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں تنہا پھر کر بسر کی اور چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ ایک پَیر پر کھڑے ہو کر قرآن شروع کرتا اور دیوار میں ایک میخ گڑی ہوئی تھی اس کو پکڑ کر صبح تک کھڑے کھڑے قرآن ختم کرتا میں برج عجمی میں گیارہ برس تک رہا ہوں۔

میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ کچھ نہ کھاؤں گا جب تک نہ کھلایا جاؤں اور نہ پیوں گا جب تک نہ پلایا جاؤں ۴۰ دن تک برابر بے آب ودانہ بسر کی ۴۰ دن کے بعد ایک شخص میرے پاس آیا اور کچھ کھانا میرے سامنے دھر کے چلا گیا نفس نے تو بہت چاہا کہ کچھ کھا لینا چاہئے مگر میں نے کہا کہ چاہے کچھ ہو عہد کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اتنے میں ابوسعید مخزومی میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے میں نے کہا کہ نفس کو بھوک کے سبب سے بہت قلق واضطراب ہے مگر خُدا کی عنایت سے روح کو پورا پورا اطمینان ہے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ باب امزج میں آؤ اور یہ کہہ کے چلے گئے میں نے جانے میں تامّل کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اپنی جگہ کیسے عہد کے خلاف جُنبش کروں اتنے میں خضر میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اٹھو اور ابوسعید کے پاس جاؤ میں شیخ ابوسعید کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ وہ میرے منتظر دروازے پر کھڑے ہیں۔ مجھ سے کہا کہ تم

نے میری بات کا اعتبار نہ کیا اچھا آؤ میرے ساتھ چلو مجھے لے گئے اور اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا مدّت تک آپ کی خدمت میں اذکار و اشغال میں رہا۔

روحانی تصرفات

ابراہیم داری کہتے ہیں کہ شیخ کو اللہ کی بارگاہ میں ایسی مقبولیت تھی کہ جب آپ جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد تشریف لے جاتے تو لوگ پہلے سے سڑکوں اور راہوں پر منتظر کھڑے رہتے کہ آپ نکلیں تو آپ سے اپنے مقاصد کے لئے ایک بار دعائیں کرائیں ایکبار جمعہ کے دن مسجد میں چھینک آئی لوگوں نے جواب دیا یرحمک اللہ اس قدر شور ہوا کہ تمام مسجد گونج اُٹھی مستنجد باللہ خلیفۂ وقت کمرہ میں بیٹھا تھا شور سُن کر گھبرایا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا شور ہے لوگوں نے جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر صاحب کو چھینک آئی ہے۔

ایک دن آپ ممبر پر بیٹھے ابھی کچھ فرمایا نہیں اور نہ کوئی آیت پڑھی مگر دفعتہً لوگوں پر وجد کی سی کیفیت نہایت شدّت سے طاری ہوئی سب کو حیرت تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بیت المقدس سے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے کو ایک قدم میں یہاں آیا اور یہ سب حاضرین اس کی ضیافت میں ہیں بعضوں کو یہ خیال گذرا کہ جس شخص میں یہ قوت و قدرت ہو کہ ایک قدم میں بیت المقدس سے یہاں آئے اُس کو توبہ کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہوا میں اُڑتا ہو اس کو بھی حاجت ہے کہ محبت کا راستہ کسی شیخ سے سیکھے۔

شیخ عدی ابن مسافر فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ وعظ فرماتے ہے دفعتہً پانی برسنے لگا۔ حاضرین مجلس پریشان ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے آپ نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ میں تو لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو اُن کو متفرق کرتا ہے یہ فرمانا ہی تھا کہ مینھ رُک گیا مدرسہ کے باہر برستا مگر مدرسہ کے اندر نہ برستا اسی طرح ایک روز وعظ میں آپ قضا و قدر کا بیان فرما رہے تھے کہ دفعتہً ایک کالا سانپ آیا اور آپ کے بدن سے لپٹ گیا مجلس والوں کو کسی قدر خوف ہوا مگر آپ کو ذرا بھی تغیر نہ ہوا جب مجلس برخاست ہوئی اور لوگ چلے تو سانپ بھی چلا اور آپ سے اس نے کچھ باتیں کیں جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھ سے کیوں

نہ ڈرے اور مجھ سے پرہیز کیوں نہ کیا میں نے کہا کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ سارے کام قضا و قدر سے ہوتے ہیں میں تقدیر کا بیان کر رہا تھا اگر ذرا بھی مجھ میں تغیر ہوتا تو علمائے بے عمل میں داخل کر دیا جاتا۔ سانپ نے کہا کہ میں نے کتنوں کو آزمایا مگر تقدیر پر بھروسہ کرنے والا تمھیں کو ٹھیک پایا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایام جوانی میں علم کلام میں مشغول رہتا تھا اور بہت سی کتابیں علم کلام اور منطق کی یاد بھی کر لی تھیں اور میرے چچا مجھے ان علوم کو پڑھنے سے روکتے تھے۔ ایک دن وہ مجھے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں لے آئے اور عرض کیا کہ یہ میرا بھتیجا علم کلام میں بہت مشغول رہتا ہے ہرچند روکتا ہوں مگر باز نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ کون کون سی کتابیں علم کلام کی حفظ کی ہیں میں نے عرض کی فلاں فلاں۔ آپ نے اُسی وقت اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا ہنوز ہاتھ اُٹھایا نہ تھا کہ وہ سب کتابیں مجھے بھول گئیں نہ کوئی حرف مجھے یاد رہا نہ کوئی مسئلہ اور پھر اُسی وقت میرے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم بھر دئے کہ عقل و فہم کے احاطہ سے باہر ہے پھر مجھے آپ نے دعا دی کہ تو آخر عمر میں عراق کے صوفیہ کا سردار ہوگا۔

حیائی کہتے ہیں کہ میں حضرت کی کتاب حلیۃ الاولیا مطالعہ کیا کرتا اُس کے دیکھنے سے دل میں شوق پیدا ہوا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ خلق سے علیحدہ ہو کر کسی گوشہ میں جا کر بیٹھوں اور عبادت میں مشغول ہوں اتفاقاً عصر کی نماز آپ کے پیچھے ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ خلق سے علیحدگی کا ارادہ ہے تو پہلے فقہ حاصل کر لو اور کسی شیخ کی خدمت میں کچھ روز حاضر رہو بعدہٗ تم میں صلاحیت علیٰحدگی کی ہو جائے گی ورنہ شمع کی مانند ہو جاؤ گے کہ اور تو اس کی روشنی سے بہریاب ہے اور وہ خود بے بہرہ۔

کشف و کرامات

ایک دن خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے باادب بیٹھ گیا اور آپ کے سامنے کسی قدر مال بطور نذر پیش کیا جو دس تھیلوں میں تھا اور جس کو دس خادم اُٹھا کر لائے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں اُس نے بہت اصرار کیا تب آپ نے ایک

تھیلی داہنے ہاتھ میں اور ایک تھیلی بائیں ہاتھ میں اُٹھالی اور دونوں کو ملا کر دبایا تو اُس میں سے خون جاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ بندگان خدا کا خون کرتے ہو اور اُس کے عوض میں نذرانہ میرے پاس لائے ہو۔ مستنجد یہ دیکھ کر نہایت پریشان اور سخت پشیماں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھیں کسی قدر حضور سرور کائنات ﷺ سے لگاؤ ہے ورنہ اس وقت میں اس قدر خون بہاتا کہ تمھارے گھر تک بہہ کر جاتا۔

ایک مرتبہ ماہ محرم ۵۵۹ھ میں آپ رباط میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس قریب سَو آدمیوں کے بیٹھے تھے دفعتہً آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا کہ جلدی نکلو سب لوگ نکل گئے تو یکا یک مکان کی چھت گر پڑی اور سب بچ گئے آپ نے فرمایا کہ جب میں بیٹھا تھا تو مجھ سے یہ بات کہی گئی کہ چھت گرا چاہتی ہے اور میں تمھارے خیال سے اُٹھ بیٹھا۔

مفرج شیبانی کہتے ہیں کہ آپ کا شہرہ بغداد میں بہت ہوا سو فقیہ بڑے بڑے معتمد امتحان کے لئے مشکل مسائل مختلف فنون کے سوچ کر آئے اور مجلسِ وعظ میں بیٹھ گئے میں بھی اُس مجلس میں شریک تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر آنکھ بند کی معلوم ہوا کہ ایک بجلی سی آپ کے سینہ سے نکلی اور اُن پر گری اُن کا یہ حال یہ ہوا کہ بے اختیار چلاّ اُٹھے اور کپڑے پھاڑ ڈالے ننگے سر ہو گئے اور کُرسی پر آپ کے قدموں پر سر رکھنے لگے تمام مجلس میں شور ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام بغداد شریف ہل گیا آپ نے اُن کو اپنے سینہ سے لگایا تو افاقہ ہوا بعدہٗ ایک ایک شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فلاں تم یہ سوال سوچ کر لائے تھے تو اُس کا جواب یہ ہے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میں نے ہر ایک شخص سے ان میں سے پوچھا کہ تم پر کیا حالت گذری کہنے لگے جب ہم آکر بیٹھے جو کچھ پڑھا لکھا تھا سب بھول گئے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی پڑھا ہی نہیں تھا لیکن جب آپ نے سینہ سے لگایا تو پھر وہ ہمارے علوم لوٹ آئے اور آپ نے ہمارے سوالات کے ایسے جوابات دیئے جو کبھی دیکھے تھے نہ سُنے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے بعض مریدوں نے دعوٰی کیا کہ میں ان ظاہری آنکھوں سے خدا کو دیکھتا ہوں آپ نے ان کو طلب فرمایا اور اُن سے حال دریافت فرمایا تو انھوں نے آپ کے سامنے بھی اقرار کیا تو آپ نے انھیں منع فرمایا کہ زبان سے نہ نکالو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ سچ ہے یا

جھوٹ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر شبہہ والتباس ہوگیا۔ اس نے فی الحقیقت جو کچھ دیکھا دیدۂ بصیرت سے دیکھا مگر بصیرت اور بصر میں تشبیہ نام کی وجہ سے ایسا اتّصال ہوگیا ہے کہ نور بصر سے بصیرت کا مشاہدہ کیا اور بصیرت چونکہ نور حق سے متکیف تھی اس لئے سمجھ میں آیا کہ بصر کے ذریعہ سے مشاہدہ ہوا بس یہ شبہ ہوگیا۔ یہی مضمون مَرَجَ الْبَحْرَینِ یَلْتَقِیَانِ کا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے انوار جمال وجلال سے فائز فرماتا ہے اُس کے ذریعہ سے وہ شخص صور اور اجسام سے ایسے امور اخذ کرنے لگتا ہے جو بے صور کے حاصل ہوتے ہیں۔

شیخ حرا فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے چھت سے کئی بار مٹی گری آپ جھاڑتے رہے مگر گرنا بند نہ ہوا۔ آپ نے چھت کی طرف دیکھا تو ایک چوہا مٹّی گرا رہا تھا باقتضائے بشریت آپ کو غصہ آگیا لہٰذا ذرا تیز نگاہ سے اس کو دیکھا تو چوہا مر کر گر پڑا اور اس کا سر دھڑ سے الگ ہوگیا۔ آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے میں عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا کھٹکا ہے کہ مبادا کسی مسلمان سے میرے دل کو تکلیف پہنچے اور اُس کی بھی یہی حالت ہو جو اس چوہے کی ہوئی۔

ابوالفضل بزاز لکھتے ہیں کہ آپ بہت قیمتی کپڑے پہنا کرتے ایک دن خادم کو بھیجا کہ ایسا کپڑا خرید لا جو فی گز ایک اشرفی کی قیمت کا ہو اُس نے میری دکان سے خریدا میں نے پوچھا کہ کس کیلئے ہے اُس نے کہا کہ شیخ کیلئے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب شیخ فقیر ہو کر اتنا قیمتی کپڑا پہنتے ہیں تو خلفاء اور سلاطین کیا پہنیں گے؟ میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ دفعتہً ایسا معلوم ہوا کہ میرے پاؤں میں ایک کیل چُبھ گئی جس کے درد سے میں قریب المرگ ہوگیا لوگوں نے اس کو ہر چند نکالنا چاہا مگر نہ نکلی میں نے کہا کہ مجھ کو اُٹھا کر شیخ کے حضور میں لے چلو جب مجھے آپ کے سامنے لا کر ڈال دیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل دل میں اعتراض نہ کیا کرو میں نے بخدا اس قسم کے کپڑے پہننے کا ارادہ نہیں کیا جب تک کہ مجھ سے کہا نہیں گیا کہ ایسا کپڑا پہنو۔ اے ابوالفضل یہ موت کا کفن ہے اور مُردہ کے لئے کفن عمدہ ہونا چاہئے پھر آپ نے اپنا دست مبارک پَیر پر پھیر دیا تو نہ درد رہا نہ کیل خدا جانے کیا ہوئی اور کدھر گئی اس کے بعد آپ نے

حاضرین سے فرمایا کہ میرا اعتراض کیل کی صورت میں متشکّل ہوکر پیر میں چبھ گیا۔

ابن حضرت حسینی فرماتے ہیں کہ آپ کے ایک خادم کو ایک رات میں ستّر بار نہانے کی ضرورت ہوئی ہر بار یہی دیکھا کہ عورت سے صحبت کرتا ہے صبح کو نہایت پریشانی کی حالت میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ رات کے واقعہ سے کچھ خوف نہ کر میں نے ستّر زنا تیرے نام لکھے ہوئے دیکھے تھے میں نے اللہ سے عرض کیا کہ مٹ تو سکتے نہیں مگر بیداری سے خواب میں ہو جائیں چنانچہ ویسا ہی ظہور ہوا۔

عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبدالصمد ابن رحمان بڑے مالدار متقی پرہیزگار تھے مگر شیخ کی خدمت میں اعتقاد نہ رکھتے تھے اور آپ کی خدمت میں کبھی آتے بھی نہ تھے۔ اخیر میں یہ نوبت پہنچی کہ آپ کے خادموں میں داخل ہوئے اور ہر دم آپ کی خدمت میں رہتے لوگوں کو اس سے تعجب ہوا۔ میں نے ایک دن اُن سے حال پوچھا تو انھوں نے قصہ یوں بیان فرمایا کہ میں اپنی کم نصیبی سے ایک زمانہ تک آپ سے عقیدت نہ رکھتا تھا ایک دن اتفاقاً آپ کے مدرسہ کی طرف سے گذرا آذان ہو چکی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ نماز پڑھ لوں تو چلوں اور مسجد میں داخل ہوکر منبر کے قریب ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ خود مابدولت ہی یہاں نماز پڑھائیں گے دفعتہً آپ تشریف لائے اور مسجد میں مجمع کثیر ہو گیا یہاں تک کہ نکلنا دُشوار ہو گیا مجھے پاخانہ کی ضرورت معلوم ہوئی اور ایسی شدت ہوئی کہ ضبط نہ ہوسکا اور سخت پریشان ہوا آپ منبر پر خطبہ کیلئے گئے میں اسی تردّد میں تھا کہ نہ نکل سکتا ہوں نہ بیٹھ سکتا ہوں دفعتہً آپ نے منبر پر سے اپنے کپڑے کا دامن میرے اوپر ڈال دیا اچانک میں دیکھتا ہوں کہ ایک لق ودق میدان ہے اور وہاں درخت سایہ دار ہیں اور پانی جاری ہے میں نے قضائے حاجت کی اور وضو کیا اور دو رکعت نماز کی اتنے میں آپ نے دامن مبارک اٹھالیا تو میں نے اپنے تئیں وہیں منبر کے قریب پایا اور ساری تکلیفیں دور ہوگئیں اس سرگذشت سے حیرت میں تھا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کبھی یہ خیال کرتا تھا کہ خواب تھا لیکن کبھی اپنے بدن کو دیکھتا تھا تو اس کو آب وضو سے تر پاتا اسی حیرت میں مجلس ختم ہوئی اور لوگ اُٹھ کر چلنے لگے تو میں بھی اُٹھ کر چلا لیکن جب رومال اور کُنجیاں تلاش کیں تو نہ ملیں لاچار گھر چلا آیا دوسرے روز مجھے عراق عجم کا سفر درپیش تھا لوہار بُلا کر صندوق کھلوائے اور روانہ سفر ہوئے بغداد میں تین روز کے راستہ پر جب پہنچے تو ایک میدان اُسی شکل کا نظر آیا جو مسجد میں دیکھا تھا ویسا ہی میدان تھا ویسے ہی درخت تھے ویسے ہی پانی جاری تھا۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے یہاں اُتریں کچھ کھائیں پئیں اور نماز پڑھ لیں غرض وہاں اُترے تو میں نے پہچانا کہ یہ وہی جگہ ہے جو مسجد میں دیکھی تھی میں نے وضو کر کے ایک جگہ نماز پڑھنے کا قصد کیا تو دیکھتا ہوں کہ میرا رومال اور کُنجیاں جو جمعہ کے دن گُم ہوئی تھیں وہیں رکھی ہوئی ہیں مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہوا اور حیرت پر حیرت ہوئی میں کسی سے اس قصہ کو بیان نہ کرتا تھا کہ لوگ جھوٹ سمجھیں گے اور تکذیب کریں گے بفضلہٖ تعالیٰ جب سفر سے لوٹ کر واپس آیا تو پہلے حضرت کے حضور میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ سرگذشت بیان کرو اور جو کچھ دیکھا ہے صاف صاف کہو تمھاری سچائی اور عدالت واقعی ایسی ہے کہ کوئی تکذیب نہیں کرسکتا اللہ نے تم پر رحم فرمایا کہ میرے انکار سے تمھیں بچالیا۔

شیخ محمد ابن فائد فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت اپنے لڑکے کو حضرت کے حضور میں لائی اور عرض کرنے لگی کہ لڑکے کو حضور سے بہت عقیدت ہے اس لئے آپ کی خدمت میں لائی ہوں کہ حاضر خدمت رہ کر اللہ کا نام سیکھے اور میرے حقوق جو اُس پر تھے وہ میں نے معاف کئے آپ نے اس کو قبول فرمایا اور مجاہدہ وریاضت کا حکم دیا بعد چند دن کے وہ عورت اُس لڑکے کے پاس آئی تو دیکھا کہ نہایت دبلا اور حد درجہ کا نحیف ہو گیا ہے نہ اچھی طرح کھانا ملتا ہے نہ پورے طور سے سونا نصیب ہوتا ہے تھوڑی سی جَو کی روٹی ملتی ہے جو اُس بیچارے کے تمام دن کی غذا ہے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئی دیکھا کہ آپ نے مُرغ تناول فرمایا ہے جس کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں اُس ضعیفہ نے عرض کیا کہ حضور تو مُرغ تناول فرماتے ہیں اور میرے لڑکے کو جَو کی روٹیاں دیتے ہیں وہ بھی پیٹ بھر نہیں ہوتیں آپ نے اُن ہڈیوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ کہ **قم باذن اللہ اَلَّذِیْ يُحيِ العِظَامَ وَهِیَ رَمِيمٌ** وہ مُرغ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بانگ دینے لگا آپ نے فرمایا کہ تیرے لڑکے کو جب یہ قدرت حاصل ہو جائے اُس وقت اُسے بھی اختیار ہے جو چاہے سو کھائے۔

علمی جلالت

حافظ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور شیخ جمال الدین ابن جوزی حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوئے اتفاقاً کسی قاری نے ایک آیت قرآن کی تلاوت کی حضرت شیخ نے اس کی ایک طور سے تفسیر بیان فرمائی میں نے ابن جوزی سے دریافت کیا کہ تم نے یہ معنی کہیں لکھے ہوئے دیکھے ہیں اُنھوں نے فرمایا کہ ہاں دیکھے ہیں آپ نے دوسرے معنی بیان فرمائے اس کو بھی ابن جوزی نے فرمایا کہ یہ بھی دیکھے ہیں گیارہ وجہ تک تو ابن جوزی اقرار کرتے رہے کہ یہ سب میری نظر سے گذرے ہیں حضرت شیخ نے چالیس معنی تک اُس آیت کے بیان فرمائے اور ہر معنی کی سند بھی بیان فرماتے رہے تب ابن جوزی نے کہا کہ یہ معانی میری نظر سے نہیں گذرے اور حضرت شیخ کے وسعتِ علم کے مُقر رہوئے۔ تفسیر بیان فرما کر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ **نترک القال ونرجع الی الحال** اور یہ کہہ کر **لا اله الله محمد رسول الله** کی ایک ضرب لگائی اسی وقت تمام مجلس میں ایسی حالت اور کیفیت طاری ہوئی کہ ابن جوزی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

محمد ابن حسین فرماتے ہیں کہ آپ تیرہ علوم میں کلام کرتے اپنے مدرسہ میں کسی دن فقہ کا درس فرماتے کسی دن کلام کا کسی روز حدیث کا کبھی اصول اور کبھی نحو وغیرہ کا عراق و دیگر بلاد سے بکثرت آپ کے پاس فتوے آتے آپ بلا ملاحظہ کتب بلا تردد فوراً سب کا جواب لکھا دیتے۔ آپ امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل دونوں کے مذہب کے موافق فتویٰ دیتے اور جب وہ فتویٰ علمائے عراق کے سامنے پیش کئے جاتے تو وہ لوگ آپ کی سرعت جواب اور تجرّ علمی سے سخت متعجب ہوتے۔

ایک دفعہ ایک فتویٰ بلادِ عجم سے آیا جس کے جواب میں بڑے بڑے علمائے عراق متحیر و متردد تھے۔ فتویٰ یہ تھا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ایسی عبادت کروں گا جس میں کوئی میرا شریک نہ ہو یعنی وہ عبادت کوئی دوسرا میرے سوا اس وقت نہ کرتا ہو آپ نے فوراً یہ لکھا دیا کہ مطاف اُس

کے لئے خالی کر دیا جائے اور وہ تنہا سات طواف کر لے۔

آپ کی مجلس میں بسا اوقات جنّات بھی آپ کے سامنے آیا جایا کرتے تھے ابو نظر ابن عمر بغدادی بڑے عامل اور تسخیر جنات کے بہت سے عمل پڑھے ہوئے تھے اور بہت سے جن آپ کے مسخّر تھے ایک دفعہ کسی جن کو انھوں نے عمل کے زور سے حاضر کرنا چاہا ہر چند کوشش کی مگر وہ حاضر نہ ہوا بڑی دیر کے بعد جب حاضر ہوا تو انھوں نے وجہ دریافت کی اُس نے کہا کہ جس وقت شیخ عبد القادر وعظ فرماتے ہیں اس وقت ہم کو نہ بلایا کیجئے۔ انھوں نے کہا کہ تم لوگ بھی اُن کے وعظ میں حاضر ہوتے ہو؟ وہ بولا کہ ہمارا مجمع تو انسان سے کہیں زیادہ ہوتا ہے ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور اسلام لائے ہیں۔

شیخ علی ابن ہیتی فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ منبر پر وعظ فرما رہے تھے دفعتہً آپ نے فرمایا کہ **قدمی علیٰ رقبة کل ولی الله** ۔ یہ سن کر شیخ ہیتی کُرسی پر چڑھ گئے اور قدم مبارک اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لئے اُن کے بعد حُضار مجلس نے بھی یہی کیا۔

شیخ عبد الوہاب آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ۲۹ رمضان مبارک کو حضرت کسی قدر علیل تھے ایک شخص نہایت باوقار خوبصورت حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں رخصت ہوتا ہوں پھر شاید مجھے حاضر ہونا نصیب نہ ہو میں ماہِ رمضان ہوں۔

خرقۂ خلافت

آپ کو تعلیم و تربیت اولاً بواسطہ روحانیت حضرت سرور کائنات ہوئی۔ **روحی فداه** مگر بظاہر خرقہ خلافت تین جگہ سے حاصل ہوا (۱) اول آبائی (۲) دوسرا حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (۳) تیسرا حضرت شیخ ابو الوفا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ ابتداً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تعلیم پائی اور بقول بعض آپ کو اور جگہ سے خرقہ خلافت حاصل ہوا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت شیخ انور تبریزی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ حماد اور تین خرقہ اور بزرگوں سے۔ آپ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کا طریقہ کس امر پر مبنی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صدق و راستی اور اتباع ظاہر و باطن شریعت پر۔

حضرت شیخ عدی ابن مسافر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جو شخص خرقۂ خلافت طلب کرتا ہے میں اُس کو دینے میں تامّل نہیں کرتا الاّ شیخ عبدالقادر کے پاس بیٹھنے والوں کو خرقہ دیتے ہوئے فی الجملہ تامّل ہوتا ہے کہ اس نے دریا کو چھوڑ کر تالاب کی طرف کیوں رغبت کی۔

حلیہ شریف

حلیہ شریف آپ کا یہ تھا۔ آپ دُبلے بدن میانہ قد چوڑے سینہ والے تھے ریش مبارک چوڑی اور لمبی تھی رنگ گندم گوں تھا پیوستہ ابرو کسی قدر بلند کلام میں آپ کے کسی قدر جہر اور سُرعت ہوتی آپ کا کلام نہایت دل آویز اور دل نشین ہوتا جو شخص آپ کے جمال با کمال پر اگرچہ وہ کیسا ہی قسی القلب ہوتا نظر ڈالتا اسی وقت اپنے دل میں خشوع کی کیفیت پاتا۔

ازواج واولاد

آپ کے چار بیویاں تھیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف میں تحریر فرماتے ہیں بعضوں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے اتنے نکاح کیوں کئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نکاح نہیں کیا جب تک حضرت سرور کائنات نے ارشاد نہیں فرمایا کہ اے عبدالقادر نکاح کر۔ آپ کی ۴۹/اولاد ہوئیں ۲۷لڑکے اور باقی لڑکیاں۔

محی الدین کی وجہ تسمیہ

آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ محی الدین آپ کا نام کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں ؁۵۱۱ھ میں سفر سے ایک دن بغداد میں آیا ایک شخص بیمار پر گذرا جو نہایت دُبلا اور نحیف ولاغر ہوگیا تھا اُس نے مجھے دیکھ کر کہا السّلام علیک یا عبدالقادر میں نے سلام کا جواب دیا اُس نے کہا کہ مجھ سے قریب ہو جاؤ! میں قریب ہوگیا تو اس نے کہا کہ مجھے بیٹھاؤ۔ میں نے اٹھا کر بیٹھا دیا اُس کے ہاتھ پیر دُرست ہوگئے اور چہرہ کا رنگ صاف ومصفّا ہوگیا پھر مجھ سے کہا کہ تم نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا نہیں تو اُس نے کہا کہ میں دین اسلام ہوں ضعیف وناتواں اور قریب المرگ ہوگیا تھا تمھارے سبب سے اللہ نے مجھے ازسرِ نو زندگی بخشی اس کے بعد میں اُسے وہیں چھوڑ کر جمعہ کا دن تھا نماز کے لئے جامع مسجد میں آیا پہلے جو شخص مسجد میں ملا اُس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ السّلام علیکم یا محی الدین! پھر مسجد میں جو مجھ سے ملتا وہ اسی نام سے مجھے پکارتا حالانکہ اس سے بیشتر نہ یہ میرا نام تھا نہ اس امر کا میں نے دعویٰ کیا تھا۔

مبارک خواب

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوں اور دودھ پیتا ہوں حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عائشہ! یہ میرا لڑکا ہے۔

پڑوسی کا خیال

آپ کے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا جن کا نام عبداللہ ابن نقطہ تھا وہ ہمیشہ نرد بازی میں مشغول رہتا ایک روز ایک جماعت کے ساتھ نرد میں بازی لگائی تو سارا گھر بار ہار گیا جب بہت مجبور ہوا تو اس امر پر بازی ہوئی کہ جو ہارے اُس کا ہاتھ کاٹا جائے پھر بھی وہ لوگ جیتے اور اس بات پر مستعد ہوئے کہ اس کا ہاتھ کاٹیں یہ انکار کر رہا تھا اتفاقاً حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان کی چھت پر گئے تھے یہ واقعہ دیکھا تو پڑوسی ہونے کے سبب آپ کو اُن پر رحم آیا تو اسے اپنی جائے نماز دی اور یہ فرمایا کہ اس پر بازی لگا اب جو بازی لگائی تو برابر جیتتا گیا اور جس قدر مال ہار گیا تھا سب واپس لے آیا اور پھر حضرت کے حضور میں آ کر قدموں پر گر پڑا اور توبہ کی اور بڑے خواص اور اجل خُلفاء میں سے معدود ہوا۔

ایک شخص کی توبہ

الوراق کہتے ہیں کہ مَیں ابتداء میں اونٹ چرایا کرتا اتفاقاً ایک شخص میرے پاس جیلان کا رہنے والا گیا اور ناگہانی بیمار ہوا یہاں تک قریب موت کے پہنچا اور اس نے مجھ سے وصیّت کی کہ یہ میرا کپڑا ہے اس میں دس اشرفیاں ہیں جب بغداد جانا تو شیخ عبدالقادر جیلانی کو نذر دے

دینا لیکن میں جب بغداد میں آیا تو میری نیت بدل گئی اور یہ خیال کیا کہ آپ کو خبر تو ہو گی نہیں نذر پیش نہ کروں گا۔ ایک روز اتفاقاً راستہ میں جا رہا تھا اور آپ اُسی طرف سے تشریف لا رہے تھے ملاقات ہو گئی میں نے سلام کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے زور سے ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ محض دس اشرفی کی لالچ سے تو نے اُس جیلانی کی امانت میں خیانت کی اور میرے پاس آنا ترک کر دیا؟ اس کلام سے مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور آپ چلے گئے۔ پھر جب مجھے افاقہ ہوا تو امانت آپ کو حاضر کی اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

مجلس وعظ کی کیفیت

حافظؒ الورعہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کی مجلس میں حاضر تھا تو کیا دیکھا کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے کلام کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو جبل قاف کے اس طرف سے میری مجلس میں حاضری کے لئے ہوا پر آئے ہیں۔

آپ کے صاحب زادے شریف سید عبدالرزاق ایک دن مجلس میں آپ کے قدم کے نیچے حاضر تھے ناگہاں آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو ٹکٹکی بندھ گئی اور کچھ ایسی گرمی پیدا ہوئی کہ ٹوپی میں آگ لگ گئی حضرت شیخ نے آپ کی آگ بجھائی لوگوں نے سید عبدالرزاق سے جو حال پوچھا تو بیان کیا کہ میں نے نظر جو ہوا کی طرف اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ گردن جھکائے کھڑے ہیں اور آپ کے کلام سنتے ہیں اور آسمان کے تمام اُفق کو گھیر لیا ہے اور تمام لباس اُن کے آتشیں ہیں کوئی ان میں چلاتا ہے کوئی تڑپتا ہے کوئی زمین پر گرتا ہے یہ دیکھ کر میرے ہوش جاتے رہے۔

رجال الغیب کا اطاعت کرنا

شیخ عبداللہ جبلی کہتے ہیں اور آپ جبلی اس لئے کہلاتے ہیں کہ کوہ پر زمانہ دراز تک رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار چاندنی رات تھی کیا دیکھتا ہوں کہ پہاڑ پر بہت سے لوگ اکٹھا ہوا پر اُڑ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں جاتے ہو وہ کہنے لگے کہ رجال الغیب ہیں اور حضرت نے ہم کو حکم دیا ہے کہ بغداد میں قطبِ وقت کی خدمت میں حاضر ہوں میں نے پوچھا کہ قطب وقت کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی میں نے اُن سے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے چلو تو انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ہوا کی جانب اٹھایا۔ وہ چشم زدن میں بغداد پہنچ کر حضرت کی حضور میں نہایت ادب سے حاضر ہوئے جیسے کوئی خادم اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو جب وہاں سے لَوٹے تو مجھے ساتھ لے لیا جب پہاڑ پر پہنچے تو میں ان سے پوچھا کہ تم نے شیخ عبدالقادر کی اس قدر تعظیم کی حالانکہ تم خود اولیائے صاحب خدمت ہو وہ کہنے لگے کہ ہم کیونکر تعظیم نہ کرتے کہ عبدالقادر وہ شیخ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قدمی علی راس کُل ولی اللہ ہم سب پر اُن کی اطاعت واجب ہے۔

ایک کرامت

ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کس قسم کی؟ اُس نے کہا کہ آج کل فصل نہیں ہے غیب سے ایک سیب پیدا ہو جائے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور دو سیب سامنے رکھ دئے ایک آپ نے لیا ایک اُس کو دیا۔ آپ نے اپنا سیب جو تراشا تھا بہت سفید براق تھا اور بہت ہی پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور خلیفہ نے جو اپنا سیب تراشا تو اُس میں دُھواں نکلا اور بدبو ظاہر ہوتی تھی اُس نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں ولایت کا ہاتھ لگا ہے اس لئے اُس کی پاکیزہ خوشبو ہوئی اور اُس میں ظلم کا ہاتھ لگا ہے اس سبب سے بدبودار ہو گیا۔

آپ کی دعا نے تقدیر بدل دی

شیخ ابوسعید خزیمی کہتے ہیں کہ ۵۲۱ھ میں ایک تاجر ابوالمظفر حسن ابن نعیم نام شیخ حماد دباس کی حضور میں آیا اور یہ عرض کیا کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ تجارت کا مال لے کر ملک شام کو جانے والا ہوں جانا میرا مناسب ہے یا نہیں آپ نے تھوڑی دیر تامل فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو اس سال سفر کرے گا تو مارا جائے گا اور تیرا مال لوٹا جائے گا یہ شخص نہایت رنجیدہ خاطر اُن کی خدمت سے واپس آیا راستہ میں شیخ عبدالقادر سے ملاقات ہوئی آپ اُس زمانہ میں نوجوان تھے آپ سے

انھوں نے یہ سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تم سفر کرو گے تو صحیح وسالم واپس آؤ گے اور مال تجارت میں فائدہ اُٹھاؤ گے اور اگر کچھ نقصان ہو تو میرا ذمّہ وہ شخص یہ سن کر ملک شام کو گیا اور بیچا اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور صحیح وسالم لوٹا راستے میں حلب کے حمام میں قضائے حاجت کے لئے گیا اتفاقاً اُس تجارت کے کمائے ہوئے اشرفیوں کی تھیلی جو تھی بعد فراغ حاجت وہیں بھول آیا اور منزل پر آکے سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس قافلہ پر ڈاکو آ گرے اور قافلہ کو لوٹ لیا اور اُس کو قتل کیا یہ گھبرا کر اُٹھا تو ضرب کا نشان کسی قدر اپنے بدن پر پایا اور کپڑے میں خون کے نشانات بھی محسوس ہوئے مال ڈھونڈھا تو نہ ملا یاد آیا کہ حمام میں چھوڑ آیا ہوں وہاں پہنچا تو مال جہاں رکھا تھا وہیں دھرا ہوا پایا۔ جب بغداد پہنچا تو خیال ہوا کہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو لیکن یہ تردّد ہوا کہ پہلے شیخ حماد کے پاس جاؤں یا پہلے شیخ عبدالقادر کے پاس اتفاقاً شیخ حماد سے سوق السلطان میں ملاقات ہوگئی مجھ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوالمظفر پہلے شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہو اُن کا مقام محبوبیت کا ہے تمھارے لئے جان ومال کا نقصان تو لکھ گیا تھا مگر شیخ عبدالقادر نے ستّر بار دُعا فرمائی تو اللہ نے اُس کی برکت سے خواب پر ٹال دیا پھر میں جب شیخ عبدالقادر کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ حماد نے جو تم سے اوّل کہا تھا بات یوں ہی تھی مگر میں نے ستّر بار دُعا کی۔ غرض برابر دعا کرتا رہا جب ستّر بار دعا کی تو وہ واقعہ جو ہونے والا تھا بیداری سے خواب کی طرف بدل گیا۔

حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی کا خراج عقیدت

شیخ عبداللہ انطاکی کہتے ہیں کہ چند روز میں نے شیخ احمد رفاعی کی خانقاہ میں امامت کی ایک دن آپ نے فرمایا کہ کچھ اوصاف شیخ عبدالقادر کے بیان کرو! میں بیان کرنے لگا ایک شخص نے اثناء گفتگو میں کہا کہ یہ ذکر چھوڑو اتنے بڑے شیخ کے روبرو انھیں کے اوصاف بیان کرنا چاہئے۔ شیخ احمد رفاعی کو نہایت غصّہ آیا اور تیز نگاہ سے اُس شخص کی طرف دیکھا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور تھوڑی دیر میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے وہ اتنا بڑا شیخ ہے کہ شریعت کا دریا اس کے داہنے جانب بہ رہا ہے اور حقیقت کا دریا بائیں جانب بہ رہا ہے جو جس دریا سے چاہے پانی لے۔

دلوں پر حکمرانی

شیخ عمر بزار کہتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کے ساتھ جمعہ کے دن جامع مسجد میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ کسی شخص نے نہ آپ کی طرف التفات کی نہ سلام کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا معاملہ ہے اور جمعہ میں تو شیخ کے پاس اس قدر مجمع ہو جاتا تھا کہ ہم لوگ مشکل سے پہنچ سکتے تھے آج کیا ہے کہ کوئی متوجہ بھی نہیں ہوتا معاً کیا دیکھتا ہوں کہ جوق در جوق لوگ سلام ومصافحہ کے لئے مجتمع ہو گئے شیخ نے میری طرف دیکھا اور متبسم ہو کر فرمایا کہ اے عمر! تمھیں تعجب کیا ہے تم نہیں جانتے کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں جب چاہوں اپنی طرف متوجہ کروں جب چاہوں اپنے سے پھیر دو۔

ایک جماعت کی فریادرسی

ابومحمد حری فرماتے ہیں کہ ہم ۵۵۵ھ میں ماہ صفر کی تیسری تاریخ کو شیخ عبدالقادر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ اُٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی دفعتہً زور سے چلاّئے اور ایک کھڑاؤں اپنی پھینکی اُس کے بعد دوسری پھینکی دونوں کھڑاؤں نظر سے غائب ہو گئیں ہم میں سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے اُس کا سبب دریافت کرے تیس دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ آیا قافلہ والے حضرت کے حضور میں آئے اور کچھ نذر گذارنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی انھوں نے کچھ ریشمی کپڑے کچھ نقد مع کھڑاؤں کے پیش کئے لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کھڑاؤں تمھیں کہاں ملیں انھوں نے یوں اپنا قصہ بیان کیا کہ تیسری صفر کو ہم لوگ جا رہے تھے کہ ناگہاں ڈاکوؤں کی جماعت نے ہمیں آ کے گھیرا اور ہمیں مارا اور مال بھی لوٹ لے گئے جب آپس میں تقسیم کرنے لگے تو ہم لوگوں نے نذر مانی کہ ہمارا مال مل جائے گا تو اس قدر مال شیخ عبدالقادر کے حضور میں بطور نذر پیش کریں گے یہ کلام ہمارا تمام نہ ہوا تھا کہ دفعتہً دو

آوازیں ہولناک ہم نے سُنیں اور اُن لوگوں کو نہایت خوفناک پایا اور یہ خیال گذرا کہ کوئی واقعہ اُن پر بھی واقع ہوا۔ اُن میں سے چند آدمی ہمارے پاس آئے اور ہم سے کہنے لگے کہ اپنا مال چل کر ہم سے لے لو ہم جوان کے پاس آئے تو اُن کے دو سرداروں کو دیکھا کہ مَرے پڑے ہیں اور دونوں کھڑاؤں بھی اُن کے سامنے پڑے ہیں ہم نے اپنا مال لے لیا اور کھڑاؤں کو اُٹھا کر رکھ لیا۔ ہمیں یقین کُلّی ہو گیا کہ حضرت کے جانب سے مدد پہنچی۔

آپ کے بعض احباب نے طلاق کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ وہ افضل ہیں بایزید بسطامی سے، پیچھے خیال ہوا تو علماء سے پوچھا مگر علماء کو جواب میں تامل ہوا۔ حضرت کی حضور میں آکر اپنی پریشانی ظاہر کی اور عرض کیا کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں اگر فرمائیے تو اپنی بیوی کو الگ کردوں آپ نے فرمایا کہ نہیں بیوی سے صحبت کر اس لئے کہ فضیلت کے لئے من کل الوجوہ فاضل ہونا ضرور نہیں تم نے نکاح کیا ہے بایزید نے نکاح نہیں کیا تم کو اللہ نے اولاد دی ہے بایزید کو اولاد نہیں دی تم کو اللہ نے افتاء کا منصب عطا فرمایا اللہ کے بندوں کو فتویٰ دیتے ہو ان امور میں تم کو اُن پر فضیلت ہے۔

وصال

سُلطان العلماء شیخ عزیز الدین فرماتے ہیں کہ جس طرح شیخ عبدالقادر جیلانی کے کرامات بتواتر ثابت ہیں کسی ولی کی ثابت نہیں جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے آکر عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے کہ اُس پر عمل کیا کروں آپ نے فرمایا کہ تقویٰ کو لازم پکڑو اور خدا کے سوا نہ کسی سے خوف و ڈر کرو نہ کسی اور سے کچھ امید رکھو اور اپنی ساری حاجتیں اللہ کے سپرد کرو اور اسی طور پر ہر طرح سے اعتماد رکھو اُس کے سوا کسی غیر پر کچھ اعتبار نہ کرو جب دل کا معاملہ اللہ کے ساتھ ٹھیک ہو جاتا ہے تو نہ کوئی چیز اُس سے نکلتی ہے نہ کوئی شئے اس میں جاتی ہے۔

کبھی کبھی حاضرین کے جانب خطاب کر کے فرماتے کہ میرے پاس تمھارے سوا اور لوگ بھی آتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے اُن کا ادب کرو اور اُن کے لئے جگہ کشادہ کرو ایک دن رات ملنے والوں سے فرماتے رہے **علیکم السلام ورحمته اللّٰه وبرکاته غفر اللّٰه لی ولکم تاب اللّٰه علی وعلیکم بسم اللّٰه غیر مودع۔**

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرؤف اور حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک کبھی کبھی اپنے ہاتھ اوپر اُٹھاتے اور فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ توبہ کرو اور داخل ہو صف میں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالعزیز نے حال پوچھا تو آپ نے فرمایا میرا حال کچھ نہ پوچھو میں اللہ کے علم میں پلٹے کھاتا ہوں میری بیماری کا حال کوئی نہیں جانتا ہے نہ کوئی انس و جن نہ فرشتہ سمجھ سکتا ہے۔

حضرت کے دوسرے صاحبزادے شیخ عبدالجبار نے پوچھا کہ آپ کے کس عضو میں درد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بجز دل کے میرے سارے اعضاء میں درد ہے۔ دل میرا اللہ کے ساتھ ہے۔ سکرات کی حالت جب آپ پر طاری ہوئی تو آپ یہ فرماتے تھے **استغیث بلا الٰه الا سبحانه تعالیٰ والحیِ الذی لا یخشی الفوت سبحان من تعزز بالقدرة اقهر عباده بالموت لاالٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** حضرت شیخ موسیٰ آپ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ تعزز کے لفظ پر آپ کی زبان میں لکنت ہوئی آپ نے زور سے کھینچا زبان صحیح ہو گئی آپ اللہ اللہ فرمانے لگے اور اسی کلمہ پر روح پر فتوح نے خطیرۃ القدس کی جانب رحلت فرمائی۔ عشق آپ کا مادّہ تاریخ ولایت ہے ۹۱ برس کا آپ سِن ہوا۔

کمال آپ کے سِن کا عدد ہے اور وصال اکثر کے نزدیک ۱۷/ربیع الثانی اور بعض کے نزدیک گیارہ ہے۔ رات کے وقت آپ کو دفن کیا اس وجہ سے کہ ازدحام خلائق اس درجہ تھا کہ دن میں راستوں میں لے جانے کی جگہ نہ تھی۔ **رضی اللّٰه تعالی عنه وقدس سرہٗ وافاز نا اللّٰه من برکاته ومعارفته وحشرنا فی زمرة مریدیه۔**

تمت بالخیر
فقیر محمد حسین الٰہ آبادی